اُردو تاریخ

غدر ۱۸۵۷ء کی تاریخ کا چھٹا حصہ

غدر کے اخبار

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے

اکتوبر ۱۹۴ء میں تیسری بار شائع کیا

طبع سوم قیمت [redacted]

کتاب

غدر دہلی کے اخبار

یا

اقتباسات صادق الاخبار دہلی کا

دیباچہ

(از خواجہ حسن نظامی دہلوی)

حمد خدا کے بعد خاکسار حسن نظامی دہلوی ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ غدر دہلی کے افسانوں کا یہ چھٹا حصہ ہے جس میں شہر دہلی کے مشہور اردو اخبار صادق الاخبار کے اقتباسات جمع کئے گئے ہیں صادق الاخبار کے یہ مضامین بہادر شاہ بادشاہِ دہلی کے مقدمہ میں پیش کئے گئے تھے جو ۱۸۵۸ء میں بعد خاتمہ غدر دہلی کے بادشاہ پر انگریزوں کی طرف سے قائم کیا گیا تھا یہی وجہ ہے کہ ان مضامین میں صرف کابل و ایران اور روس کی خبریں ہیں اور انہی پر رائے زنی ہے۔

بہادر شاہ بادشاہ کے مقدمہ میں ان مضامین کو سرکاری وکیل نے بطور ثبوت شہادت استغاثہ فراہم کیا تھا کیونکہ دوران مقدمہ بہادر شاہ میں ایک ہندو اخبار نویس نے صادق الاخبار کو بہت گرم اور منہ زور اخبار بیان کیا تھا اور کہا تھا کہ بادشاہ اور شہزادے اس اخبار کو بہت شوق سے پڑھتے تھے اور عوام میں بھی اس کی از حد مقبولیت تھی اور اس کا ایڈیٹر ایک مسلمان تھا اور اسباب غدر میں ایک سبب یہ اخبار اور اسکی پُر جوش خبریں اور تحریریں بھی سمجھی گئی تھیں ہندو اخبار نویس نے جرح میں بیان کیا تھا کہ صادق الاخبار کی تعداد اشاعت صرف دوسو تھی۔ اور اس بیان پر انگریز وکیل نے تعجب سے کہا تھا کہ تمہارے بیان کے بموجب صادق الاخبار دہلی کا سب سے بڑا تیز اور منہ پھٹ اور انگریزوں کا دشمن اخبار تھا۔ اور بادشاہ سے لیکر گدا تک

اس کو پسند کرتے تھے مگر تعجب ہے کہ اس کے خریدار صرف دو سو تھے۔ اس کے جواب میں گواہ نے کہا تھا کہ ایک آدمی خریدتا تھا اور بیسیوں پڑھتے تھے۔ اور دہلی میں یہی دستور تھا کہ ایک آدمی اخبار پڑھ چکتا تھا تو وہ دوسروں کو پرچہ دیتا تھا اور وہ سب اسکو پڑھتے تھے۔ اس مجموعہ میں کل تیرہ اقتباسات ہیں اور جنوری ۱۸۵۷ء سے لیکر ستمبر ۱۸۵۷ء کے اقتباسات جمع کئے گئے ہیں۔

گویا غدر کے چار مہینہ پہلے کے مضامین بھی اس میں ہیں اور عین غدر کے دن کا اقتباس بھی ہے اور پھر غدر کے بعد چار مہینے تک کے اقتباسات ہیں۔

ان سب کے پڑھنے اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اردو پرچے صادق الاخبار کا ایڈیٹر برطانوی گورنمنٹ کا دشمن نہ تھا۔ ایسا کوئی مضمون یا کوئی خبر شہادت میں پیش نہیں ہوئی جس میں ایڈیٹر نے برطانیہ کے خلاف کچھ لکھا ہو۔ یا انگریزوں کے خلاف نفرت و عداوت پیدا کرنے کی کوشش اس سے پائی جاتی ہو۔ صادق الاخبار نے صرف ایران و کابل و روس کی خبریں لکھی ہیں اور ان پر رائے زنی کرنے میں ایک سچے اور صاف گو اخبار نویس کی طرح لکھدیا ہے کہ برطانوی قوت بہت بڑی ہے اور اسکو خطرہ میں سمجھنا غلطی ہے۔ اس اخبار نے اپنے ناظرین کو خوش کرنے کے واسطے بے عقلی کی کوئی بات نہیں لکھی اور جس خبر میں خلاف عقل مبالغہ معلوم ہوا۔ اسکی پرزور تردید کردی۔ اور برطانوی حکومت کا زور اور اس کی خوبیاں ناظرین کو صاف صاف بتا دیں۔ تاکہ ان خبروں سے مغالطے پیدا نہ ہوں۔

ظاہر ہے کہ یہ اقتباسات ایک ایسے مقدمہ میں پیش کئے گئے تھے جس میں بہادر شاہ و مسلمانوں اور ہندوستانیوں پر یہ بات ثابت کرنی مقصود تھی کہ وہ برٹش گورنمنٹ کے خلاف سازش اور غدر اور فتنہ پردازی کے مرتکب ہوئے۔ اسواسطے لازمی طور پر صادق الاخبار کے وہی مضامین چھانٹے گئے ہونگے جن میں کچھ بھی گنجائش گرفت کی پائی گئی ہوگی اور ایسی کوئی تحریر باقی نہ چھوڑی گئی ہوگی جو سرکاری کیمپ کے ثبوت استغاثہ کو تقویت پہنچا سکے

مگر معمولی عقل کا آدمی بھی ان اقتباسات کو دیکھ کر کہہ سکتا ہے کہ ان میں کوئی اقتباس استغاثہ کی تائید کرنے والا نہیں ہے۔ بلکہ ان سب سے ایک طرح تردید استغاثہ کا اثر پیدا ہوتا ہے کیونکہ اخبار نے غلط افواہوں کی علانیہ تکذیب کی ہے اور ان کو خلاف عقل بتایا ہے۔

بہادر شاہ کے مقدمہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے (جیسا کہ میں نے اس کتاب کے دیباچہ میں بھی لکھدیا ہے) کہ غدر کے خاتمہ کے بعد ہندو مسلمانوں میں نفاق پیدا ہو گیا تھا۔ اس نفاق کی وجہ کچھ ہی ہو مگر اس میں شک نہیں کہ نفاق بالکل کھلا ہوا اور صاف تھا۔ دوران مقدمہ بہادر شاہ میں جو ہندوستانی گواہ پیش ہوا۔ اس سے ہندو مسلمان کے اختلاف کی بو آئی اور ہندو نے مسلمان کے خلاف اور مسلمان نے ہندو کے خلاف الزام لگائے پس ہندو اخبار نویس نے صادق الاخبار کے مسلمان ایڈیٹر کے خلاف اگر عدالت کو بدگمان کرنے کی کوشش کی تو اس سے ہندو گواہ کو برا نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس وقت ہر قوم دوسری قوم پر غدر کا الزام قائم کرنا اور اپنی قوم کو بچانا چاہتی تھی اور قدرتی طور سے برٹش افسروں کے دل میں مسلمانوں کی نسبت غداری کرنے کا زیادہ شک تھا کہ وہ اس ملک کے حکمراں تھے اور دوسرے بادشاہ کے قبضۂ حکومت سے ان کا اختلاف کرنا ایک نیچرل بات تھی۔

صادق الاخبار کے یہ اقتباسات آج سے ساٹھ یا ستر برس پہلے کے طرز اخبار نویسی کو بھی ظاہر کرتے ہیں اور ناظرین کو اس سے طرح طرح کی دلچسپ باتیں اخذ کرنے کا موقع حاصل ہوگا۔

بہت تعجب خیز نکتہ ان اقتباسات میں یہ ہے کہ صادق الاخبار کے وہ مضامین بھی منتخب کئے گئے ہیں جو عین غدر کے دن اور غدر کے چار مہینہ بعد تک شائع ہوئے مگر ان مضامین میں بھی برٹش گورنمنٹ کے خلاف کوئی لفظ نہیں ہے حالانکہ اخبار نویس کو غدر کے بعد جبکہ انگریزوں کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا تھا اور تمام ملک میں برٹش سلطنت ایک امید و بیم بلکہ نابود ہونے کے خطرہ میں پڑی ہوئی تھی اور جبکہ ہندو مسلمان دونوں

انگریزوں کے خلاف مضامین چھپنے سے خوش ہو سکتے تھے اور جبکہ ایڈیٹر کو بظاہر اسباب انگریزوں کا کچھ خوف باقی نہ رہا تھا پھر بھی صادق الاخبار میں برٹش گورنمنٹ کے خلاف کوئی مضمون نہیں چھپا۔ اگر چھپتا تو سرکاری وکیل اسکو استغاثہ کی شہادت میں ضرور شریک کرتا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان کے اخبار نویس انگریزی اخبار نویسوں سے بہت زیادہ اخلاقی قوت رکھتے ہیں۔ اور معمولی سی بات میں چھچھوروں کی طرح آپے سے باہر نہیں ہو جاتے۔

صادق الاخبار کی اس خاموشی و احتیاط سے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ اس کے ایڈیٹر کی نظر بہت گہری تھی اور وہ نہایت تجربہ کار اور فوجی و ملکی حالت کا بہت اچھا مبصر تھا اور اس نے سمجھ لیا تھا کہ موجودہ غدر برٹش سلطنت کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔ اور ہندوستان کی فوجی و سیاسی تدابیر انگریزوں کے فوجی اور سیاسی توڑ جوڑ پر فتح نہیں پا سکتیں۔ اسواسطے اس نے کوئی مضمون غدر کرنے والوں اور ان کے حامیوں کی تائید میں نہیں لکھا۔

یہ بات بھی ہندوستانی اخبار نویسوں کے لئے باعث فخر ہو سکتی ہے کہ ان میں اس دل و دماغ کے ایڈیٹر ہو سکتے ہیں جیسا کہ صادق الاخبار کا ایڈیٹر تھا۔

یہ اخبارات اردو سے انگریزی میں ترجمہ ہوئے تھے۔ اور ان کو سرکاری وکیل نے عدالت میں پیش کیا تھا۔ اور بہادر شاہ کے مقدمہ کی مثل میں شامل تھے جو ایک ضخیم کتاب کی صورت میں بزبان انگریزی سرکاری طور پر شائع ہوئی ہے اور اب انگریزی سے میں نے اردو میں ترجمہ کرایا۔ سمجھ میں آسکتا ہے کہ کئی کئی دفعہ کی الٹ پھیر میں صادق الاخبار کے اصلی طرز تحریر کا رنگ بالکل بدل گیا ہوگا۔ اور وہ کیفیت ترجمہ کے اس تیسرے قالب میں نہیں آسکتی جو صادق الاخبار کی اصل اردو میں ہوگی

حسن عزیز صاحب بھوپالی مترجم

نے اس مقدمہ کا ترجمہ کیا ہے جس میں کا ایک حصہ یہ ہے۔ بہادر شاہ کا مقدمہ اگر تمام و کمال ایک جگہ شائع کیا جاتا تو پانسو صفحہ سے زیادہ ضخامت ہو جاتی۔ میں نے اس کے تین حصے

کر دئے ہیں۔ ایک کا نام بہادر شاہ کا مقدمہ۔ جو غدر دہلی کے افسانوں کا چوتھا حصہ ہے۔ اور دوسرا غدر دہلی کے خطوط۔ جو پانچواں حصہ غدر دہلی کے افسانوں کا ہے۔ اور تیسرا یہ مجموعہ جس کا نام غدر دہلی کے اخبار اور جو غدر دہلی کے افسانوں کا چھٹا حصہ ہے۔

مترجم کی یہ پہلی مشق تھی اور انہوں نے میری جلدی کے سبب بیس دن میں انگریزی کتاب کے دو سو صفحہ کا ترجمہ کیا تھا۔ کیونکہ جس کتاب سے ترجمہ ہوا ہے وہ صرف بیس دن کے لئے حاصل ہوئی تھی۔

اس واسطے ترجمہ میں محاورہ کی بہت سی غلطیاں رہ گئیں اور مفہوم بھی بعض جگہ اُلٹا سیدھا ہو گیا۔ خصوصاً مقامات اور اشخاص کے ناموں میں تو بیحد گڑبڑ واقع ہوئی ہے جو میرے خیال میں تکلیف دہ فروگذاشت ہے۔ تاہم میں نے حتی المقدور ہر غلطی کے درست کرنے کی کوشش کی اور اس کو بنا دیا۔ اور ناموں کے سوا کہیں کوئی خامی باقی نہ رہنے دی۔ ناظرین خود غور کر سکینگے کہ عبارت کے تسلسل میں اور مطلب سمجھنے میں کہیں بھی کسر نہیں ہے۔

ترجمہ کرنا بہت مشکل ہے۔ خصوصاً ابتدائی مشق میں غلطیوں کا ہونا لازمی ہوتا ہے مگر قابل تعریف ہیں حسن عزیز صاحب کہ انہوں نے اتنی جلدی بہت اچھا ترجمہ کر دیا اور ترجمہ کی مشکلات پر غالب آ گئے۔

انگریزوں کے ناموں میں اکثر لوگوں کو اردو میں لکھتے وقت مشکل ہوا کرتی ہے موجودہ وائسرائے کا نام مدتوں اخبارات میں اختلافات کا اکھاڑہ رہا۔ کوئی ان کو لارڈ شیمسفورڈ لکھتا تھا۔ کوئی لارڈ چیمسفورڈ۔

یہی حال اس کتاب اور اس کے حصوں کا ہے کہ اس میں انگریزوں کے ناموں کا تلفظ غالباً صحیح ادا نہیں ہوا ہوگا۔ باقی مطالب سب درست ہیں۔

پس میں حسن عزیز صاحب بھوپالی کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے سب سے پہلی کوشش میں ترجمہ کو بڑی تیزی اور سرعت سے پورا کر دیا۔

ترجمہ کے دوران میں اطلاع ملی کہ دہلی کے کسی اور صاحب نے بھی بہادر شاہ کے مقدمہ کا تھوڑا سا حصہ دہلی کی تاریخ میں شریک کیا تھا۔ میں نے ہر چند اس کتاب کو تلاش کیا مگر وہ دستیاب نہ ہوئی۔ تاہم مجھے ان صاحب کی تحریر پر اعتماد و بھروسہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ فرضی عبارتیں و فرضی حکایتیں اور فرضی حوالجات تاریخ کی کتابوں میں درج کر دینے میں مشہور ہیں۔ اور ان کی دلیری اور جھوٹ بولنے اور جھوٹ لکھنے کی بیباکی پر شمس العلماء علامہ شبلی مرحوم تک حیرت زدہ رہتے تھے۔ لہذا میں نے ان کی کتاب کو زیادہ تلاش نہ کیا اور خود ہی ترجمہ کرایا۔

انگریزی زبان میں بہادر شاہ کا مقدمہ ٹرائل آف بہادر شاہ کے نام سے چھپا ہے۔ اور دہلی کی سرکاری لائبریری میں بھی اس کی اصل انگریزی کاپی موجود ہے جس کو ضرورت ہو دیکھ سکتا ہے۔ تاکہ ترجمہ کے ناقابل فہم حصے سمجھ سکے اگر اس کو کہیں شبہ پیدا ہو۔

حسن نظامی

چوتھی اشاعت

یہ مجموعہ سنہ ۱۹۱۹ء میں پہلی بار اور سنہ ۱۹۲۳ء میں دوسری بار شائع ہوا تھا۔ گویا پہلا ایڈیشن چار برس میں ختم ہوا تھا دوسرا اور تیسرا ایڈیشن ۱۲ برس میں ختم ہوا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سولہ برس کا یہ دور کساد بازاری اور معاش کی کمی اور بے روزگاری کا زمانہ تھا۔ اسواسطے کتابوں کی خریداری اس زمانہ میں بہت کم رہی۔ میری کتابیں خدا کے فضل سے پرامیسری نوٹ کی طرح چلتی ہیں، پھر بھی ایسی دلچسپ اور معقول کتاب کے سلسلہ کی یہ کڑی سولہ برس میں ختم ہوئی اس سے ہندوستان کی اقتصادی حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔

یہ چوتھا ایڈیشن بغیر کسی ترمیم و تبدیلی کے شائع ہو رہا ہے کیونکہ یہ چیز ایسی ہے کہ اس میں کسی تبدیلی اور ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔

حسن نظامی

مارچ سنہ ۱۹۴۰ عیسوی ۔ دہلی

اقتباس از صادق الاخبار دہلی

صفحہ ۲۸۵

ایران - ایرانی اخبارات سے یہ تحقیق ہوا ہے کہ شاہِ ایران نے اپنی تمام فوجوں کو مختلف اضلاع سے بلا کر طہران میں تا حکم ثانی ٹھہرنے کا حکم دیا ہے جسکے لئے کہتے ہیں کہ وہ (فوجیں) جو حکم پائینگی دل و جان سے بجا لائینگی۔ صحیح خبر دی گئی ہے کہ یہ حکم جو امیر دوست محمد خاں کے خلاف توقع ہے دراصل شاہ ایران کی ایک چال ہے اپنے اصلی مقاصد کو پوشیدہ رکھنے کیلئے۔ ان کا مقصد امیر سے لڑنے کا نہیں ہے بلکہ انگریزوں سے لڑنے اور ان پر فتح پانے کا ہے۔ امیر برطانوی طاقت پر بھروسہ کر کے انگریزوں سے مل گئے ہیں اور انگریزوں اور ایرانیوں کے درمیان تمام بے لطفیوں کا موجب ہیں۔ شاہِ ایران نے سر دست دوستانہ تعلقات انگریزوں سے ظاہرا منقطع نہیں کئے ہیں نہ انہوں نے امیر دوست محمد خاں سے ذاتی دشمنی اختیار کی ہے۔ تاہم یہ صحیح ہے کہ تینوں طاقتوں میں کچھ نہ کچھ خیالات کی تبدیلی ضرور ہو گئی ہے۔

اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۴ جلد ۳۔ مورخہ ۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء

فرانس - یہ بیان کرتے ہیں تمام اخبارات متفق ہیں کہ شاہ فرانس و شہنشاہ ٹرکی نے تا حال انگریزوں یا ایرانیوں سے متحد ہونے کا اعلان نہیں کیا ہے لیکن ہر دو مخالف طاقتوں کے سفیر ہر دو مذکورہ بالا سلطنتوں میں تحفہ تحائف لیکر پوشیدہ پوشیدہ جاتے ہیں بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ شاہِ فرانس اور شہنشاہ ٹرکی انگریزوں اور ایرانیوں کے درمیانی قضیہ میں نہ پڑینگے لیکن زیادہ تر لوگ کہتے ہیں کہ وہ دونوں ایرانیوں کے جانبدار ہونگے۔ بعد میں جو کچھ تحقیق ہو گا بے کم و کاست شایع کر دیا جائیگا۔ روسیوں کے متعلق یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تیاریوں کو جن سے وہ مدد کرینگے مخفی نہیں رکھا ہے وہ فوج کی اور مال کی امداد ایرانیوں کو پہنچاتے رہینگے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ دراصل روسی ہی اس

جنگ کے محرک ہیں اور ایرانیوں کی آڑ پکڑ کر اپنی فتح ہندوستان کی تمنا پوری کرنی چاہتے ہیں۔ یہ یقینی ہے کہ روسی فوج جرار لیکر میدان میں آجائینگے۔ اگر آئندہ کچھ تحقیق ہوا تو شائع کیا جائیگا۔ ناظرین صادق الاخبار کو منتظر رہنا چاہیئے کہ پردۂ مستقبل کیا آشکارا کرتا ہے

اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۲ جلد ۳ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۸۵۷ء صفحہ ۸۲ و ۸۳

دربار ایران بمبئی کے سابق پرچوں سے جو پریس ہذا میں موصول ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ شاہ ایران نے روٗسا ہرات کو مع اپنے عمائد کے ایک روز دربار میں طلب کیا۔ اور ایک کانفرنس جنگ کی بابت منعقد کی۔ بعد گفت و شنید ان سب نے انگریزوں سے جنگ کرنے کی رائے دی اور یہ یقین کرکے کہ خدا کامیاب کریگا انہوں نے کہا۔ ہرات کو لے لینے سے تم گویا ہندوستان کے دروازہ پر پہنچ جاؤگے۔ پھر کہا کہ روسیوں کی بھی خواہش ہے کہ ایرانی انگریزوں سے جنگ کریں اور ہندوستان کو فتح کریں۔" اسپر بادشاہ نے بیان کیا کہ" وہ ان مدبرین سے بہت خوش ہوا جنھوں نے اس نمک حرام وزیر اعظم کے مخالف رائے دی اور اقرار صالح کیا کہ جب وہ ہندوستان پہنچ جائیگا تو ان لوگوں کو مختلف صوبہ جات ہند کا گورنر بنائیگا جن میں کا ایک بمبئی دوسرا کلکتہ تیسرا پونا وغیرہ اور وہ تاج بادشاہ دہلی کو بخشدے گا۔"

اسی اثنا میں خبر ملی کہ وزیر اعظم نے تاج شہنشاہی کو جسمیں بیش قیمت جواہرات تھے ایک سوداگر حاجی علی کی معرفت چوری سے ایک لاکھ پچیس ہزار فرانک میں فروخت کر ڈالا۔ اور اسے (سوداگر کو) رقم کا چوتھائی حصہ دیا۔ اسپر بادشاہ نے وزیر اعظم کو طلب کرکے اس معاملہ کو دریافت کیا لیکن اس نے لاعلمی ظاہر کی پھر بادشاہ نے اس سوداگر کو گرفتار کرکے اسپر جرمانہ کیا۔ اور وزیر اعظم پر بسبب غیر اقوام سے ربط ضبط رکھنے کے بیحد نارضگی وخفگی ظاہر کی۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ وزیر اعظم کے فرائض منصبی کسی اور مدبر کے سپرد کئے گئے ہیں۔ مذکورۂ بالا وزیر اعظم نے بادشاہ کو صلح کل پالیسی قائم رکھنے کی صلاح دی تھی بادشاہ کو خبر دی گئی کہ شہنشاہ روس نے چالیس ہزار فوج مع کثیر سامان اسلحہ جنگ اسکی امداد کیلئے

روانہ کی ہے جسکی کئی ٹکڑیاں ایرانیوں سے آکر مل بھی گئی ہیں اور یہ خبر بھی آئی ہے کہ شہنشاہ روس نے کہا کہ اگر مرسلہ فوج جنگ کے لیئے ناکافی ہوگی تو اور فوج جنگ و جدال کیلیئے روانہ کیجائیگی۔ ان بیانوں کے جواب میں بادشاہ نے شہنشاہ الگزنڈر روائی روس کی بہت مدح سرائی کی اور ہدایات جاری کیں کہ روسی افواج کے مصارف کیلیئے اس کے خزانہ سے روپیہ لے لیا جائے اور روسی فوج کے کسی ہرکارہ تک کو بھی کسی قسم کی تنگی یا تکلیف نہ پہنچے۔ اس کے بعد فرانسیسی سفیر نے خوشخبری سنائی کہ اسکا بادشاہ جو چند روز سے علیل تھا خدا کے فضل سے پوری طرح صحتیاب ہوگیا ہے۔ بادشاہ نے یہ سن کر کہا کہ "میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ پھر سفیر خارجیہ نے اپنے آقا کی طرف سے بادشاہ سے عرض کیا کہ برخلاف قوانین انگلستان و ٹرکی کے آپ کے ملک میں ہنوز بردہ فروشی جاری ہے۔

ایران میں شاہ ایران کے انگریزوں سے جنگ کرنے کا خاص سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایرانی سلطنت میں پانچ پشتوں سے تسخیر ہند کا سودا سمایا ہوا ہے اور اسی وقت سے ہر قسم کے اسلحہ جات و سامان جنگ اور خزانہ جمع ہو رہا ہے لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنے ارادوں پر عمل درآمد نہیں کیا۔ چنانچہ ناصر الدین موجودہ بادشاہ کو بھی یہی ہوس ہے اور یہ اسکی قدیمی خواہش ہے جو اسکو وراثۃً ملی ہے۔ اب ایک طرف تو ہرات آسانی سے قبضہ میں آگیا۔ دوسری طرف روس کی بیجا امداد پہنچ گئی ہے۔ تیسرے عمائد نے یک زبان ہوکر ہندوستان پر فوج کشی کا مشورہ دیا اور کہا کہ خدا فتح عطا فرمائیگا۔ چوتھے یہ کہ تمام رعایائے ایران جہاد کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس لئے شاہ ایران پوری مستعدی سے جنگ کے لئے آمادہ ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امیر دوست محمد خاں والئی کابل بھی در پردہ شاہ ایران سے ملے ہوئے ہیں اور ظاہرا انگریزوں سے کہتے ہیں کہ ایران سے انہیں سخت عناد ہے اور عناد کی وجہ یہ پیش کرتے ہیں کہ شاہ ایران نے شہزادہ یوسف کو ہرات میں حاکم قرار دیا تھا اور اب یہ شہزادہ شاہ ایران کو مشورہ دیتا ہے کہ کابل کی حکومت امیر سے چھین کر مجھے دیدی جائے اور اسی لئے ایرانی کابل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور انہیں (امیر کو) بہت خطرہ ہے کہ شاہ ایران شاہ شجاع الملک کی بدخلقی کے بدلے افغانوں سے کابل

چھین لیگا کابل کو ردو ادنہ ہوتے ہوئے امیر نے شاہ ایران کو اس طور پر خط لکھا کہ وہ خود بھی سلطنت ایران کی رعایا ہے اور اسے گورنمنٹ برطانیہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۱۱ جلد ۳ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۸۵۷ء عیسوی

اعلان شاہ ایران۔ اعلان شاہ ایران کی کئی کاپیاں گلیوں اور سڑکوں کے ٹکڑوں پر چسپاں ہیں۔ میرے ایک دوست نے اس اعلان کی بعینہٖ ایک نقل کر لی ہے جو جامع مسجد کی پشت پر چسپاں ہے۔ اس اعلان کو متعدد آدمیوں نے دیکھا ہے مختصراً اس کا ماحصل یہ ہے کہ "جو لوگ مذہب حق کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا فرض ہے کہ عیسائیوں کو مدد نہ دیں اور حق و راست پر ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی ترقی میں اپنی تمام طاقت صرف کر دیں اور وہ وقت قریب آ رہا ہے کہ جبکہ مابدولت (شاہ ایران) تخت پر متمکن ہونگے۔ اور رعایا کو اتنا ہی خوشحال بنا دینگے جتنا کہ انگریزوں نے مفلوک الحال کر کے ذریعہ معاش سے محروم کر دیا ہے یعنی ہم خود کو ان کی ترقی و بہبودی کی طرف متوجہ کرینگے۔ ہم کسی کے مذہب میں دخل نہیں دیا کرتے ہیں اور نہ وہاں دینگے" یہ ہے اس اعلان کی روئداد۔ ایک شخص محمد صادق نامی جس کے ذریعہ سے یہ اعلان کیا گیا کہتا ہے کہ ۶ تاریخ تک ۹۰۰ ایرانی سپاہی مع چند افسران کے ہندوستان میں داخل ہو چکے ہیں اور خاص دہلی میں ۵۰۰ سپاہی تبدیل لباس میں مختلف صورتوں میں موجود ہیں۔ وہ اپنی نسبت کہتا ہے کہ ۴ مارچ کو میں دہلی پہنچا جہاں اعلان چسپاں کر دیئے گئے ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ ہر حصہ ملک سے اسکے پاس خبریں آتی رہتی ہیں اور وہ ہر شے کی باقاعدہ اطلاع شاہ ایران کے پاس روانہ کرتا رہتا ہے اور آئندہ وہ ایرانی فوج کی نقل و حرکت بذریعہ اعلان ہر فرد بشر پر ظاہر کر دیا کرے گا۔

لوگ کہتے ہیں کہ یہ اعلان چند بیفکروں کا گھڑا ہوا ہے۔ اور میں بھی ان کا ہم خیال ہو کر پوچھنا چاہتا ہوں کہ محمد صادق خاں کے آخر دہلی آنے کا مدعا کیا ہے۔ اگر اس کا مقصد جنگ ہے تو اس طریقے سے

اس کا آنا بے سود ہے۔ اگر وہ جاسوس کی حیثیت سے آیا ہے تو اپنے آنے کو مشتہر کرنا بالکل بے عقلی اور اپنے مشن کے اخراجات میں بیکار روپیہ ضائع کرنا ہے۔ ایسے معاملہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مقاصد کا پورا نہ ہونا یقینی ہے۔ قطع نظر ان تمام باتوں کے ہم کو یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ شاہِ ایران کے ہند پر فرمانروائی کرنے سے ہندوستانیوں کو کون سی خوشی حاصل ہو سکتی ہے؟ چنانچہ اعلان سے ظاہر ہے کہ وہ خود ہندوستان پر حکمرانی کرنا چاہتا ہے۔ ہندوستانی تو صرف اُسی وقت خوش ہونگے کہ اگر شاہِ ایران عباس شاہ صفی کی طرح ہمارے خاص بادشاہ کو سلطنت دیدے اور تعجب بھی نہیں جو وہ ایسا کریں کیونکہ خود تیمور نے ایرانیوں کو سلطنت بخشی تھی اور نظر غائر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی احسان کے بدلے عباس شاہ صفی نے ہمارے ہمایوں کو مدد دی تھی۔

اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ١٢ جلد ٣ مورخہ ٢٣ مارچ ١٨٥٧ء

بادشاہ ایران کے نام سے اعلان۔ سابق میں چند مفسدین نے دہلی میں ہنگامہ برپا کرنے کے لئے یہ سمجھ کر کہ شہرت ہوگی جامع مسجد کی پشت پر ایک اعلان شاہ ایران کی طرف منسوب کر کے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے کیلئے چسپاں کر دیا تھا۔ اس اعلان کا لب لباب یہ تھا کہ ہندو و مسلمان دونوں عیسائیوں کی مدد نہ کریں۔ اور شاہ ایران عنقریب ہندوستان فتح کر لیگا اور لوگوں کو انعام و اکرام دیکر خوش کریگا۔ جس شخص نے یہ اعلان مشتہر کیا ہے اپنا نام محمد صادق بتایا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس لغو و لایعنی بات سے حکام دہلی بہت خفا ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جو شخص اس جعلساز کاذب کو گرفتار کرا دیگا خاطر خواہ انعام پائیگا لیکن خدا معلوم وہ ان کے ہاتھ بھی آئیگا یا نہیں۔ ہمارے اچھے مسٹر محمد صادق خاں جعلساز جنھوں نے یہ اعلان کیا ہے مجھ کو یقین ہے کہ اگر گورنمنٹ کے ہاتھ لگ گئے تو ایک دو تھپڑ کا جو تہ سر کے بیچ کیا ہوا ان کی ٹانٹ پر پڑیگا جس سے ان کے بال نہایت خوشنمائی سے جھڑ جائینگے۔ اس وقت یہ حضرت سمجھ پائینگے

کہ شیشے کے گھر میں رہ کر دوسروں پر پتھر پھینکنا کیا تماشہ دکھاتا ہے اور ان بے وقوفوں کی لیاقت کس طرح ناک کی راہ سے نکل پڑتی ہے۔

اقتباس از اُردُو اخبار دہلی

نمبر ۱۵ جلد ۱۹ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۵۷ء

کابل - دہلی گزٹ کا ایک نامہ نگار کابل سے ۲۹ مارچ کو لکھتا ہے کہ "مختصر فوج جسے امیر دوست محمد خاں نے بیش بولاک اور سرجو خیل قبیلوں کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا تھا محمد شاہ خاں سے مقابلہ کرنے کے بعد جس میں ان کے تقریباً تیس آدمی ہلاک اور اتنے ہی زخمی کیئے گئے ہیں جلال آباد واپس ہوگئی ہے۔ کثیر مال غنیمت امیر کے سپاہیوں کے ہاتھ لگا ہے اور خان مذکور اپنی جان بچا کر پہاڑی قلعوں میں جو لغمان میں ہے جا چھپا ہے۔ میرزاد خاں کا بھائی ابھی جلال آباد سے آیا ہے اور نامہ نگار کو اطلاع دی ہے کہ امیر "تاشقند" کی سمت بڑھ رہے تھے لیکن یہ ابھی نہیں معلوم ہوا کہ وہ جشن نوروز جلا باغ میں منائینگے یا کابل میں۔ برادر میرداد خاں نے یہ بھی بیان کیا کہ چند انگریزی اخبارات ہندوستان کے شائع شدہ امیر کے سامنے پڑھے گئے جن میں گورنمنٹ کی بدنظمی پر تنقید کی گئی تھی کہ وہ امیر کو خواہ مخواہ روپیہ دیتی ہے۔ حالانکہ وہ دو طرفہ تعلقات رکھتے ہیں۔ امیر نے یہ سنکر کہا کہ جب گورنمنٹ پر کوئی مشکل آپڑتی ہے تو وہ لوگ لاکھوں پونڈ صرف کر دیتے ہیں اور اب جبکہ ایرانی روسیوں کی تحریک پر افغانستان پر چڑھائی کی تیاریاں کر رہے ہیں اور محض گورنمنٹ ہند کو دق کرنے کی نیت سے کر رہے ہیں تو گورنر جنرل نے عقلمندی اور دوراندیشی سے کام لیکر امیر کے عہد و پیمان پر غور کیا ہے کہ وہ قائم رکھنے کے قابل ہے۔ نامہ نگار کہتا ہے کہ کابل میں اس کا بہت چرچہ ہے کہ سلطان محمد جان ہی کی تحریک و مفسدہ پردازی ہے جو القاسم حاجی پہاڑی علاقوں کے باشندوں کو بھڑکا رہا ہے۔ اور معتبر خبر ملی ہے کہ سلطان جان نے کمانڈر انچیف افواج ایران متعینہ ہرات سے

گرشک پر فوج کشی کرنے کی درخواست کی ہے اور کہا ہے کہ اگر اہل گرشک نے اسے اس شرط پر مدد دینی منظور کی ہے کہ تین سال تک کا خراج معاف کر دیا جائے۔

اقتباس از خلاصۃ الاخبار دہلی

نمبر ۸ جلد ۱ مورخہ ۱۳۔اپریل ۱۸۵۷ء

ایران۔ چند روز ہوئے کہ جامع مسجد کی دیوار پر ایک اعلان چسپاں کیا گیا تھا۔ اس پر ایک تلوار اور ڈھال کی شکل بنی ہوئی تھی اور یہ اعلان شاہ ایران کے پاس سے آیا ہوا بتاتے تھے۔ اس کا خلاصہ یہ تھا:۔

تمام سچے مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے کہ کمربستہ ہو کر شاہ ایران کی اعانت کریں اور وفاداری سے اس کی حکومت و اختیار کو ملحوظ رکھیں اور انگریزوں سے جہاد کریں تاکہ انھیں تباہ و برباد کر کے اس کی عنایت کے مورد ہوں۔ انعامات و خطابات حاصل کریں جو شاہ ایران فراخ دلی سے عطا کریگا۔ پھر اعلان میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ شاہ ایران یا جمشید ثانی بہت جلد ہندوستان آئیگا اور اس ملک کو خود مختار بنا دیگا اور ایران میں عوام الناس جمع ہو کر حسب ذیل فقرہ یہ بار بار تکرار کرتے ہیں۔

"خدایا خاک ایران کو بدبختیوں کی ہوا سے بچا ئیو جب تک کہ خاک و رہوا زندہ رہیں"

مجسٹریٹ کی عدالت میں بیشمار گمنام درخواستیں موصول ہوئی ہیں اور ان میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آج کی تاریخ سے ایک ماہ بعد کشمیر پر حملہ کیا جائیگا جس کی فرحت افزائی اور خوبصورتی کا ایک شاعر نے یوں خاکہ کھینچا ہے۔

اگر ایک بلبل بصورت کباب کشمیر میں لایا جائے
تو کشمیر کی آب و ہوا سے اس کے بھی بال و پر پیدا ہو جائینگے

اور یہ خطۂ سرسبز و زمین بہشت لکھنے والوں کے قبضہ میں آ جائیگا۔" محرر اخبار ان تمام باتوں کو

مزخرفات اور حمق پر مبنی سمجھتا ہے کیونکہ اگر ممالک حکومتوں کے ہاتھ سے یونہی نکل جایا کریں تو فوجوں کا کیا فائدہ۔

اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۱۹ جلد ۳ ۔مورخہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء عیسوی

شاہ ایران کا اعلان تسخیر ہند۔ انگریزی اخبار "پنجابی" کا ایڈیٹر اپنی نمبر ۱۱ کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ محمرہ پر قبضہ کرتے وقت اس کے نامہ نگار کو شہزادے کے خیمہ سے ایک اعلان دستیاب ہوا جس کا خلاصہ نامہ نگار مذکور نے بذریعہ تار برقی ایڈیٹر کو روانہ کیا ہے اور جسے اب ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔ اعلان کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

معلوم کرنا چاہئیے کہ انگریزی گورنمنٹ نے اپنی فتحمندی کا علم سب سے پہلے ہندوستان میں نصب کیا ہے اور پھر آہستہ آہستہ تمام مقبوضات مشرقی کے طاقتور سلاطین کو اپنے قابو میں لا رہی ہے۔ تھوڑا عرصہ گذرا کہ اس نے افغانستان پر قبضہ کیا تھا لیکن افغانوں کی مسلسل ہنگامہ آرائیوں سے تنگ آکر اسے چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد اس نے لاہور و پشاور اور دیگر خود مختار ممالک لے لئے اب وہ براہ افغانستان آکر قلمرو ایران کو بھی زیر و زبر کرنا چاہتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جو وہ ہمارے ہم مذہب ہمسائے افغانوں سے دوستی کر رہی ہے تاکہ یہ اسے گذر جانے دے اور وہ آکر ایران کو تہ و بالا کر ڈالے اور مذہب حق کے پیرؤوں میں نا اتفاقی ڈال دے۔ مزید براں یہ سنا گیا ہے کہ ایران پر فوج کشی کی غرض سے ایک انگریزی فوج براہ خشکی روانہ ہو گئی ہے۔ اور اس نے ایک بحری قلعہ جو راہ میں پڑتا ہے اور وہ مسلمانوں کا ہے لے بھی لیا ہے۔ اور وہاں مقیم ہے لیکن گورنمنٹ اسے پیش دستی نہیں کرنے دیتی اور جانتی ہے کہ اگر وہ ایسا کرے گی تو مسلمانوں کے خستہ اور تیز دھار کی تلوار سے کام پڑیگا اور بہت جلد جاں کنی کی حالت میں جیسے مچھلی پانی سے

باہر تڑپتی ہے ہوگی اور دم توڑتی پھرے گی۔ لہذا شاہ ناصرالدین بادشاہ ایران نہایت وثوق سے ذیل کا اعلان کرتے ہیں :۔

اعلان :۔ تمام فوجوں کو حدود ایران کے مختلف مقامات پر جمع ہو کر ان دشمنانِ دین کی مزاحمت کرنی چاہیئے جو مخالفین اسلام ہیں۔ اقوام عرب کو لازم ہے کہ پیمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تعلیم " جنھوں نے تمہیں صدمہ پہنچایا ہے تم بھی انہیں صدمہ پہنچاؤ " پر عمل کریں۔ پس واجب ہے کہ بوڑھے، جوان، ادنیٰ، اعلیٰ، عقلمند و کج فہم، کسان و سپاہی، سب کے سب بے پس و پیش اپنے ہم مذہبوں کی حمایت کیلئے اُٹھ کھڑے ہوں ہتھیار باندھ لیں علم اسلامی بلند کریں اور اپنے ہم قوموں کو بھی راہ خدا میں جہاد کرنے کی دعوت پہنچائیں۔ چنانچہ ان کو جو حامیٔ دین ہوں گے ان کی جانفشانیوں کا اجر خدا اعطا کرے گا اور ما بدولت بھی خوش ہونگے۔ ہم نے شریف النفوس کو شرفا کے ہمراہ روانہ کیا ہے۔ مرزا جان کو شیخچی، صبہانی بنرو آزمائے قوم، رئیس میر علی خاں و دیگر افسران ورؤسا کو پچیس ہزار فوج کے ہمراہ ایران کے مختلف مقامات پر روانہ کیا ہے۔ شہزادہ نواب شمشیر الدولہ کمانڈنگ آفسر کی سرکردگی میں تیس ہزار فوج مجرہ روانہ کی ہے۔ غلام حسن خاں دفعہ دار و جعفر قلی خاں کو سواروں کی رجمنٹ کے ہمراہ کرمان بھیجا گیا ہے۔ بیس ہزار فوج مسلح مع ساز و سامان غربیبہ و قربیبہ کو روانہ کی گئی ہے اور نواب احسن السلطنت تیس ہزار جوانوں چالیس توپوں و دیگر اسلحہ جات جنگ کے ساتھ کچھ " شمالی صوبجات سندھ " کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ فوجیں اس لئے روانہ کی گئی ہیں کہ افغانستان پر فتح پالیں تو آگے بڑھیں۔ رئیس سلطان احمد خاں، شاہ دولت خاں، سلطان علی خاں اور محمد عالم خاں تسخیر ہند کے لئے افسران بالا کے ماتحت مقرر ہوئے ہیں۔ رحمت خداوندی سے پوری امید ہے کہ وہ فتحیاب ہوں گے اب وہ وقت ہے کہ اس ملک کے (ہندوستان کے) تمام افراد اور تمام افغانی

جو قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام پر چلتے ہیں نڈر ہوکر اس مذہبی جنگ میں شامل ہوں اور اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے انہیں فلاحیت دارین حاصل ہوگی۔ اور چونکہ موجودہ سرحدی ہنگامہ آرائیاں بھی کوئی معمولی لڑائیاں نہیں ہیں کہ جنہیں تھوڑی سی وفادار فوج رفع دفع کرسکے۔ پس تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ جوش وخلوص سے امداد کریں۔ مزید براں تمام افغان اقوام کو معلوم ہو کہ شاہ ایران کا یہ مقصد نہیں ہے کہ افغانستان کو اپنے قلمرو میں شامل کرلے۔ بلکہ بجائے اس کے ان کا مقصود اصلی یہ ہے کہ قندھار رئیس رحمدل خاں وخون دل خاں کے قبضہ میں ہو اور کابل بدستور امیر دوست محمد خاں کے پاس رہے اور اس طور سے افغان پہلے کی طرح پھر آزاد ہو جائیں۔ امیر دوست محمد خاں کو لازم ہے کہ اپنے لواحقین ومددگار مسلمانوں کی ایک کونسل منعقد کریں اور حدیث پیمبر پر عمل کرنے کے لئے کہیں، جو شخص عملاً یا قولاً کسی ایک مذہبی رکن کی حمایت کرے گا اس کو اجر عظیم ملیگا۔ اعلانِ ہذا کی اشاعت کے قبل تک امیر دوست محمد خاں ہمیشہ کہتے تھے کہ اگر ایرانی فوجیں کسی غیر مذہب طاقت سے لڑنے جائیں تو ہم ہتھیاروں اور روپیہ سے ان کی مدد کریں گے اور خود بھی شامل ہوں گے۔ لہٰذا جس وقت کے آنے کے وہ منتظر تھے وہ اب آ پہنچا ہے یعنی ماہدولت نے انگریزوں سے جہاد کرنے کا اعلان کردیا ہے۔ اب امیر دوست محمد خاں اپنے وعدہ کے موافق دشمنانِ دین کے قتل میں اپنی پوری طاقت صرف کردیں۔ کیونکہ ثواب آخرت حاصل کرنے کا اس سے بڑھ کر کوئی موقع نہ ملیگا اگر وہ اس موقع پر مارے گئے تو ان کا شمار شہداء میں ہوگا۔ وگرنہ وہ غازی کہلائینگے پھر وہ جہاد سے بڑھ کر کوئی کام نہیں ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ امیر اس کے برعکس رویہ اختیار کریں گے تو وہ پہلے اپنے مذہب سے دور ہو جائینگے دوسرے

یہ کہ تمام دنیا کی نظروں میں ذلیل ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ بزدل کہلائیں گے۔ جو کٹے ان پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔

شاہ ایران نے یہ بھی لکھا ہے کہ "آہ امیر! کیا تم دین سے منکر ہوکر انگریزوں سے مل گئے ہو؟ پس بحیثیت مسلمان تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ میرے ساتھ ہو جاؤ اور ان کی تباہی کی تدابیر کرو۔ یہ بھی سمجھ رکھو کہ تمام مسلمان شاکی ہیں کہ امیر نے انگریزوں سے مل کر اپنے مذہب کی تحقیر کی ہے۔ اگر صرف طمع ہی تمہارے اس رویہ کی موجب ہو تو مجھ سے دوگنا زر لے لو۔ اور کیا تم نے سنا نہیں کہ انگریزی قوم نے سلاطین و روسائے ہند سے کیا کیا بدسلوکیاں کی ہیں؟ امیر نے اس خط کا بہت احترام کیا اور رئیس سوات کے ہمراہ حاضر ہونے کا وعدہ کیا ہے۔ اور شاہ ایران ہرات میں داخل ہو گئے ہیں۔ قندھاری فوج نے ان تمام انگریزوں کو قتل کر ڈالا جو آگے بڑھ گئے تھے۔

ایڈیٹر پنجابی رقمطراز ہے کہ چونکہ اعلان بہت طول طویل ہے لہذا اس نے اقتباس کر لیا ہے اور اس کے خیال میں جو بات مفید مطلب ہے وہ یہ ہے کہ محمرہ پر قبضہ کر لیا گیا اور یہ کاغذ ہاتھ آگیا ورنہ یہاں تک کبھی نہ پہونچ سکتا۔

شکر ہے کہ برطانیہ عظمیٰ کا آفتاب اقبال نصف النہار تک چمک رہا ہے۔ یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ شاہ ایران کی تمام کوششیں بیکار ثابت ہونگی۔ اخبار پنجابی کا اقتباس یہاں ختم ہو گیا اور اب ہم اخبار انگلشمین کی رائے پر نظر ڈالتے ہیں۔ افواہ ہے کہ ایک زبردست فوج بہت جلد درہ بولن پر پہونچنا چاہتی ہے مگر ہم اس خبر کو چنداں وقعت نہیں دیتے کیونکہ موسم گرما شروع ہو گیا ہے ہمیں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سلطان جان دوست محمد خاں کا بھتیجہ شاہ ایران سے ملگیا ہے اور اب فوج ہمراہ لیکر ہرات سے قندھار کی طرف بڑھ رہا ہے۔ کچھ متعصب مغل اپنے ہم مذہبوں سے ملنے کی غرض سے ایران روانہ ہو گئے ہیں۔ اس واقعہ نے امیر دوست محمد خاں کو بہت تشویش میں ڈال رکھا ہے کیونکہ یہ مغل اپنے مذہبی اصولوں اور جنگی کرتبوں میں مشہور ہیں۔

۲۳-اپریل ۱۸۵۷ء کو میجر لمسڈن کچھ انگریز افسروں اور فوجدار خاں گورنمنٹ ایجنٹ کے ہمراہ "نارناب" پہنچ گئے ہیں۔

ایڈیٹر کراچی اخبار مسمی "سند عین" "بمبئی ٹائمس" کا حوالہ دیتے ہوئے نمبر ۳۳ کی اشاعت میں رقمطراز ہے "خبر ہے کہ "پچاس ہزار ایرانیوں نے تین یا چار روسی افسروں کے زیر کمان بوشہر پر قبضہ کرلیا تھا لیکن انگریزوں نے پھر چھین لیا اور تین ہزار روسی جو دوران کارزار میں ایرانیوں سے جدا ہو گئے تھے پسپا ہو گئے اور سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ شمال میں لشکر کثیر جمع ہو رہا ہے اور سنا گیا ہے کہ سمرقند، سپین اور بخارا کی طرف سے روسی طاقتیں بہت زبردست ہیں۔ ایڈیٹر پنجابی لکھتا ہے کہ ایرانیوں نے مکمل انتظام کرلیا ہے اور متعدد مقامات مثلاً آدار گنج کوکن کرش وغیرہ میں چھاؤنیاں قائم کی ہیں جہاں ضروریات کی چیزیں کثیر مقدار میں فراہم کر لی ہیں۔ اکرام خاں رئیس محمد عظیم خاں، حیدر خاں، ذوالفضل خاں اور جلال الدین خاں پسر اکبر خاں بادشاہ کے ساتھ ہیں اور غلام حیدر خاں کو شاہ ایران کی طرف سے پچیس ہزار روپیہ انعام ملا ہے اور وہ (غلام حیدر خاں) دل و جان سے بادشاہ پر قربان ہے" اور صرف راستہ کھلنے کی راہ دیکھ رہا ہے تعجب نہیں کہ جو ایرانی قندھار میں داخل ہو جائیں اور آگے بڑھیں۔ پشاور سے آنیوالے مسافروں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر دوست محمد خاں کے اقرار و معاہدوں پر اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ لیکن خدائی طاقت کیسی زبردست ہے کہ انہیں جس نے اپنے ملک روک رکھا ہے اور اب یہ کہا جاتا ہے کہ برطانوی فوجیں پشاور میں جمع ہو رہی ہیں۔ خدانخواستہ اگر اس طرف کوئی جنگ ہوئی تو اس کا نتیجہ سوا خونریزی کے اور کیا ہوتا ہے۔ حال میں ایرانی خبریں آنی بند ہو گئی ہیں۔ ہمارے ناظرین یہ نہ سمجھ لیں جیسا کہ ناواقف لوگ بیان کرتے ہیں کہ گورنمنٹ نے خبریں شائع کرنی ممنوع کر دی ہیں بلکہ برخلاف اسکے گورنمنٹ کی تو خواہش ہے کہ دنیا کے دور دراز مقامات کی صحیح خبریں پبلک کے سامنے کھول کر رکھدی جائیں اور تمام ملک اخبار سے مستفید ہوا کرے۔ اور یہی سبب ہے جو حکام خود اخبارات

پڑھتے ہیں اور انہیں بہر دست رکھتے ہیں اور جیب خاص سے خرچ کرکے پبلشروں اور پرنٹروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں لیکن خبریں خود ہی نہ آئیں تو اس کا کیا علاج ؟ بہرکیف جو دور و دراز کی خبریں پڑھتے ہیں انہیں منتظر رہنا چاہئے کیونکہ اب جو ڈاک آئیگی اس میں ضرور تازہ خبریں موصول ہونگی خواہ وہ صلح کی ہوں یا جنگ کی۔ خدا چاہے تو میں بدون طرفداری کئے یا چھپائے من وعن شائع کرونگا کیونکہ ہماری گورنمنٹ کا کبھی یہی رویہ ہے کہ کسی حق بات کو پوشیدہ نہ رکھا جائے اور یہی وجہ ہے کہ اسکی سلطنت روز بروز قوی ہو رہی ہے اور علوم و فنون پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔ قادر مطلق اس عادل گورنمنٹ کو تا دم حشر سلامت رکھے۔

اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۵ جلد ۴ مورخہ ۳۔ اگست ۱۸۵۶ء

ایرانی فوج کی آمد میرے ایک دوست جو نہایت صائب الرائے ہیں اور فارسی زبان بولتے ہیں حال ہی میں وارد ہوئے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایرانی فوجیں جو سلطان جان خاں پسر خوندل خاں کے زیر کمان عرصہ دراز سے قرۃ اتصال ہرات پڑی ہوئی تھیں۔ اب باجازت شاہ ایران قندھار کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ یہ سن کر امیر دوست محمد خاں کا لڑکا دو یا تین ہزار قواعد داں سپاہیوں کے ہمراہ مقابلہ آرا ہوا۔ لڑائی پورے چھ روز تک جاری رہی اور طرفین کے سیکڑوں آدمی کام آئے۔ آخرکار امیر کا لڑکا میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ نکلا اور ایک قلعہ میں محصور ہو گیا۔ ایرانی فوج نے کامل طور پر قندھار کا محاصرہ کر لیا اور رسد کی آمد چاروں طرف سے بالکل منقطع کر دی۔ اس لئے امیر کے لڑکے نے کابل سے امداد طلب کی ہے۔ سنا ہے کہ امیر دوست محمد خاں بہت جلد روانہ کرینگے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ امیر نے شاہ ایران کے پاس ایک عاجزانہ خط بھیجا ہے کہ وہ بھی بادشاہ کی رعایا یا ملازم ہیں اور انہیں انگریزوں کو مدد دینے کا ذرا بھی خیال نہیں ہے اور بادشاہ کو ہندوستان کی طرف فوجیں روانہ کرنے پر زور دیا ہے

اور وعدہ کیا ہے کہ وہ حتی المقدور رسد یا فوج دینے سے دریغ نہ کرینگے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ امیر شاہ ایران کو تحائف بھیجنے والے ہیں۔ شہزادہ محمد یوسف رئیس ہرات ہندوستان و انگریزوں کی شاہ ایران کو ہر وقت خبریں پہنچا تے رہتے ہیں۔ اور شاہ ایران کو ان شہزادہ پر بہت اعتماد ہے اور اکثر ان کی رائے پر عمل درآمد کرتے ہیں۔

اِقتباسُ ازصَادقُ الاَخبار دہلی

ایڈیٹوریل آرٹیکل۔ نمبر ۲۔ جلد ۴ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۷ء

شاہ ایران کی چال۔ شاہ ایران نے انگریزوں سے کئی لڑائیاں لڑنے کے بعد فرخ خاں کی معرفت صلح کی درخواست کی ہے۔ میں نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ یہ جنگ بغیر حکمت کے نہیں ہے بقول شخصے "سلام روستائی بے غرض نیست" اور مجھ کو یقین کلی تھا کہ اس درخواست میں ضرور کوئی چال مضمر ہے اور میں محسوس کرتا ہوں کہ اس دماغ کی رسائی پر مجھے اپنے تئیں شاباشی دینی چاہئے۔ کیونکہ مجھے معتبر قائلان کفار سے معلوم ہوا ہے کہ ایرانیوں کا اصلی مقصد ہرات پر قبضہ کرنا اور انگریزوں کو بوشہر سے نکالنا تھا چنانچہ وہی ہوا جسکی امید کی جاتی تھی۔ شرائط صلح بین الاقوام کی رو سے انگریزوں نے بوشہر خالی کر دیا لیکن ایسا ہونے کے بعد بھی شاہ ایران ہرات سے دستبردار نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں انگریز اپنی بدخلقی پر بہت شرمندہ و پریشان ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ایرانیوں سے اسکی بازپرس کرینگے مگر یہ ایک فضول دھمکی ہے ہمیں غور کرنا چاہئے کہ جب انہیں تھوڑی یا بہت طاقت تھی تو وہ کیا کرنے کے قابل تھے جو اب کچھ کرینگے۔ ایک صاحب یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایرانیوں نے یہ سمجھکر کہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے ۵۰۰ کی جماعت کو قندہار کی طرف روانہ کیا ہے۔ امیر دوست محمد خاں کا فرولا کے دوست ہیں لیکن پوشیدہ طور پر وہ تمام ذرائع ایرانیوں کو ترغیب دینے اور ان سے ساز باز کرنے میں صرف کر رہے ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ایرانی فوج جس میں کچھ کابلی

افسر ہیں ثابت قدمی سے ہندوستان کی طرف بڑھ رہی ہے۔
مذکورۂ بالا جیسی خبروں کو سُن کر عیسائی بہت پریشان ہو رہے ہیں۔ اور انہیں یقین ہے کہ کمپنی کے زوال کا وقت بیشک قریب آپہنچا ہے۔

اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۳۴ جلد ۱۹ مورخہ ۲۳۔ اگست ۱۸۵۷ء

ایران کی فوجی خبریں۔ پنجاب و پشاور کی طرف سے آنیوالے کچھ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ایرانی فوج اٹک پہونچ گئی ہے۔ گو مجھے فی نفسہ اسپر یقین نہیں ہے مگر میں نے عوام کی زبانی یہ افواہ سُنی ہے اس وجہ سے اسکو شائع کیا۔ اور ممکن بھی ہے کہ ایسا ہو کیونکہ کسی طرح بعید الفہم نہیں ہے جو لغو یا جھوٹ تصور کر لیا جائے۔ لیکن یہ ضرور خیال آتا ہے کہ جسطرح یہ افواہ مشہور کی جاتی ہے اس پر یقین و بھروسہ نہیں ہوسکتا۔

اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۸ جلد ۴۔ مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۸۵۷ء

ایرانی فوج کا نزدیک پہنچ جانا۔ ایڈیٹر "ٹرمینٹ نیوز" رقمطراز ہے کہ اس نے پنجاب و پشاور کی طرف سے آنیوالے مسافروں سے سُنا ہے کہ ایرانی فوج نے اٹک تک راستہ صاف کر لیا ہے۔ مجھے چند وجوہات کی بنا پر یہ خبر قابل یقین نظر آتی ہے۔ اول کوئی شخص کچھ نہیں کہتا تاوقتیکہ اس کی کوئی دلیل نہ رکھتا ہو۔ دوم ولی صفت شاہ نعمت اللہ صاحب کی پیشین گوئی ہے کہ ہندوستان پر عیسائیوں اور آتش پرستوں کی سو سال تک حکومت رہیگی۔ پھر جب ان کے قلمرو میں بے انصافی و ظلم ہونے لگے گا تو ایک عرب کا شہزادہ اٹھیگا اور بصد عزت و شان آکر انہیں قتل کریگا۔ سوم جب ملتان کی فوجوں نے بغاوت کی

تو کہا تھا کہ ہمارے افسروں اور شاہ ایران میں خط و کتابت ہوئی ہے۔ چہارم شاہ ایران نے یہ سنکر کہ برطانوی سلطنت میں ہیرزا ایک پُرجوش وسرگرم دوست ہے اور ایک جاسوس روانہ کیا تھا اور وہ جاسوس یہاں آیا تھا۔ میرے ایک دوست سے کہا تھا کہ شاہِ ایران نے ہندوستان آنے کا مصمم قصد کر لیا ہے۔ پس چاہے وہ جلدی آئے یا دیر سے مگر اس کے آنے میں کلام نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اقتباس از صادق الاخبار دہلی

نمبر ۳۷ جلد ۱۹ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۸۵۷ء

ایران۔ بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایرانی فوج "درہ بولن" اور "بی بی نری" پر آگئی ہے اور امیر دوست محمد خاں نے بخوشی خاطر اپنے حدود میں سے اسے گذرنے دیا ہے لیکن بموجب مشہور ہندی کہاوت کے کہ برہمن کھانے کی دعوت پر اُس وقت یقین کرتا ہے جب کھانا سامنے آجاتا ہے۔ اہلِ ہند اس پر اُسی وقت یقین کرینگے جبکہ کوئی عینی شہادت مل جائیگی۔ لیکن کئی وجوہات کی بنا پر ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ خواہ موجودہ خبریں صحیح ہوں یا غلط لیکن ہمیں یقین رکھنا چاہیئے کہ ایک نہ ایک روز ایرانی فوجیں ضرور آئینگی خواہ درّہ بولن سے ہو کر آئیں یا بمبئی و یا سندھ سے۔ باقی خدا ہی علام الغیوب ہے یعنی غیب کی خبریں سوائے اُسکے کسی کو معلوم نہیں۔

غدر دہلی کے افسانے

حصہ اوّل

غدر ۱۸۵۷ء کے حالات بہت سی تاریخوں میں لکھے گئے ہیں مگر ان میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو میری کتابوں کی طرح مرتب کی گئی ہو کیونکہ تاریخیں لکھنے والے عموماً سرکاری کاغذات یا سُنی سُنائی باتوں سے واقعات مرتب کرتے ہیں اور بہت سی قابل ذکر باتیں حکومت کی مصلحت یا کسی خاص دباؤ کے سبب چھوڑ جاتے ہیں۔

یہ کچھ انگریزی زمانہ کے مؤرخوں کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر زمانہ اور ہر قوم کی حکومت میں ایسا ہی ہوتا آیا ہے مسلمانوں کی تاریخیں بھی اس عیب سے پاک نہیں ہیں یعنی ان میں بھی مورخ کا قلم اکثر اوقات سلطنت کے دباؤ سے اصلی اور کھری بات لکھنے سے مجبور نظر آتا ہے اور وہی لکھتا ہے جو حاکم وقت کی مصلحت اور مرضی کے موافق ہو۔

غدر کی تاریخیں اس عیب سے بھری ہوئی ہیں اور ان میں تصویر کا ایک ہی رُخ نظر آتا ہے میں نے واقعات غدر لکھنے میں مورخوں سے علیحدہ طریقہ اختیار کیا اور کسی تاریخ یا سرکاری کاغذ یا غیروں کی زبانی سُنی سُنائی باتوں سے حالات مُرتب نہیں کئے بلکہ جن لوگوں پر غدر کی بیتا پڑی تھی خود ان سے پوچھ پوچھ کر کیفیت قلم بند کی۔

یہ صورت بہت کم کتابوں میں اختیار کی جاتی ہے جو میں نے اختیار کی اور اتنی تحقیقات کوئی واقعہ نویس نہیں کرتا جتنی میں کرتا رہا ان افسانوں میں بڑا حصہ اُن واقعات کا ہے جو خود اُن لوگوں نے مجھ سے بیان کئے جن کو وہ پیش آئے تھے یا انکی اولاد تھے یا شریک حال رشتہ دار دوست تھے۔ اس لحاظ سے یہ تمام روایتیں چشمدید ہونے کے سبب عینی شہادت کا درجہ رکھتی ہیں اور انکی صداقت میں کتب تاریخ سے زیادہ اصلیت کا حصہ موجود ہے۔ تاہم میں بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ اور آئندہ نسل کی عبرت کیلئے میں نے ان قصوں کو افسانہ نگاری کی شان سے لکھا ہے اور اصل واقعہ پر انشا پردازی کا رنگ چڑھا دیا ہے تاکہ درد

اور سوز اور عبرت کی کیفیت بڑھ جاتی ہے۔ تاریخ بالکل سادہ عبارت میں ہوتی ہے ان افسانوں میں سادگی نہیں ہے تاریخی نظارے نہیں دکھاتی۔ میں نے ہر واقعہ کی تصویر بنائی ہے لہٰذا میں اس کتاب کو تاریخ کی کتاب نہیں کہہ سکتا اور اسی واسطے اس کا نام "غدر دہلی کے افسانے" رکھا گیا ہے تاکہ نام ہی سے معلوم ہو جائے کہ یہ تاریخ کی کتاب نہیں ہے بلکہ قصے ہیں۔ غدر دہلی کے واقعات مسلسل بارہ حصوں میں اب تک شائع ہوئے ہیں اور یہ کتاب جس میں یہ عبارت لکھ رہا ہوں چھٹا حصہ ہے۔ مناسب معلوم ہوا کہ یہاں اس کی تشریح کر دی جائے کہ سوائے پہلے حصہ کے باقی تمام حصے تاریخی شان کے ہیں اور ان میں سرکاری کاغذات کی سند سے حالات جمع ہوئے ہیں میری ذاتی تحقیقات صرف پہلے میں ہے اور اسی میں میں نے اپنا رنگ دکھایا ہے اور درد و سوز کی کیفیات قلم سے دکھائی ہیں۔

دوسرے حصہ میں انگریزوں کی مصیبت کا حال ہے اور وہ خود انگریزوں کا لکھا ہوا ہے میں نے صرف ترجمہ کرا دیا ہے تیسرا حصہ بھی ایسا ہی ہے جس میں چند انگریز افسروں نے محاصرہ دہلی کی کیفیت لکھی ہے۔ چوتھا حصہ بہادر شاہ کا مقدمہ بھی انگریزی کاغذات سے لیا گیا ہے پانچویں حصہ غدر دہلی کے گرفتار شدہ خطوط کی بھی یہی حالت ہے کہ وہ بھی انگریزی کاغذات سے لئے گئے ہیں اور ایسا ہی یہ پانچواں حصہ غدر دہلی کے اخبار انگریزی کاغذات سے لیا گیا ہے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں لکھا ہے مقصد اس تحریر کا یہ ہے کہ میری ذاتی اور طبعی چیز صرف پہلا حصہ ہے باقی حصے مجھ سے صرف اتنا ہی تعلق رکھتے ہیں کہ میں نے ان کو چھپوا دیا اور اردو داں لوگوں کی واقفیت کا ایک سامان مہیا کر دیا۔ حصہ اول میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے کیونکہ مجھ کو جہاں کہیں کوئی غدر کا سچا قصہ ملتا ہے فوراً اس کی تحقیقات کرتا ہوں اور قلم بند کر کے حصہ اول میں شریک کر دیتا ہوں۔ اب تک مندرجہ ذیل بارہ حصے طبع ہو گئے ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے:-

۱	بیگمات کے آنسو حصہ اول	عہ	۵	گرفتار شدہ خطوط حصہ پنجم	عہ	۹	دہلی کا آخری سانس یعنی بہادر شاہ کا روزنامچہ حصہ نہم	عہ
۲	انگریزوں کی بپتا حصہ دوم		۶	غدر دہلی کے اخبار حصہ ششم	۸؍	۱۰	غدر دہلی کی صبح و شام حصہ دہم	عہ
۳	محاصرہ دہلی کے خطوط حصہ سوم	۸؍	۷	غالب کا روزنامچہ حصہ ہفتم	۱۲؍	۱۱	دہلی کی آخری شمع حصہ یازدہم	عہ
۴	بہادر شاہ کا مقدمہ حصہ چہارم	عہ	۸	دہلی کی جاں کنی حصہ ہشتم	۸؍	۱۲	غدر کا آخری نتیجہ حصہ دوازدہم	۸؍

طبع سوئم

یہ کتاب تیسری بار شائع ہوئی ہے۔ اس تاریخ کے بار
حصّے ابتک شائع ہوئے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ بیگمات کے آنسو۔ (۲) انگریزوں کی بپتا۔ (۳) محاصرۂ
دہلی کے خطوط۔ (۴) بہادر شاہ کا مقدمہ۔ (۵) غدر کے
گرفتار شدہ خطوط۔ (۶) غدر دہلی کے اخبار۔ (۷) غالب
روزنامچہ۔ (۸) دہلی کی جانکنی۔ (۹) آخری سانس۔ (۱۰) غدر
صبح و شام۔ (۱۱) دہلی کی آخری شمع۔ (۱۲) غدر دہلی کا نتیجہ
اور امید ہے۔ کہ بہت جلد اور حصّے بھی شائع ہوں گے
اگر خدا تعالےٰ کی مرضی ہوئی ÷

حسن نظامی دہلوی۔ اکتوبر ۱۹۴۰ء

محبوب المطابع پرنٹنگ پریس دہلی